بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تصریحات

صدرِ مملکت نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں فرمایا ہے کہ وہ ایک قانون بنانے پر غور کر رہے ہیں جس کی رُو سے مساجد میں ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے پر پابندی عائد کر دی جائے گی !

تکفیر بازی واقعی کوئی مستحسن امر نہیں ـ بلکہ علمائے حق ہمیشہ اس سلسلہ میں بے حد محتاط رہے ہیں ـ تاہم مذکورہ قانون نافذ کرتے وقت اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ قرآنِ مجید نے جن منکرات کی نشاندہی فرمائی اور ان سے اجتناب پر خصوصی زور دیا ہے، ان سے لوگوں کو باز رکھنے پر کوئی قدغن عائد نہ ہو اور حق کی آواز بلند کرنے والی زبانوں پر تالے نہ پڑ جائیں ـ کیونکہ یہ تو علماء کے علاوہ خود حکومت کی بھی ذمہ داری ہے —— ارشادِ ربانی ہے :

"اَلَّذِیۡنَ ان مَّکَّنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر !"

کہ "(مومن وہ ہیں) جن کو ہم اگر زمین میں جگہ دیں تو وہ نمازیں قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے، نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے ہیں !"

مثلاً قرآنِ مجید نے شرک کی مذمت اور توحید کی جس قدر اہمیت بیان فرمائی ہے ، افسوس کہ آج مسلمان اسی قدر شرک کی لعنت میں بُری طرح گرفتار اور توحید سے ناآشنا ہو چکا ہے —— ان حالات میں اگر علمائے حق اپنی تقریروں اور خطبات میں قرآنِ مجید کی متعلقہ آیات پڑھ کر ان کا صرف ترجمہ ہی کر دیں —— اپنی طرف سے کوئی تبصرہ وغیرہ نہ بھی کریں ، تو ان

لوگوں کو، جنہوں نے اپنی تمام تر امیدیں غیر اللہ سے وابستہ کر رکھی ہیں اور جن کی نظروں میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت ثانوی حیثیت اختیار کر چکی ہے، ان آیات کا پڑھنا اور محض ان کا ترجمہ بھی کھٹکنا لازمی بات ہے، تو کہیں اسے تکفیر بازی تو نہ سمجھ لیا جائے گا ؟

خود رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حدیث پاک میں ایک ایسے شخص کو جہنم کی وعید سنائی ہے، جس نے ایک مکھی مار کر کسی قبر پر چڑھادی تھی ــــ تو کیا وہ وزراء اور امراء، جو آئے دن مزارات پر پھولوں کی چادریں چڑھاتے ہیں، حتیٰ کہ خود صدر صاحب بھی چند دن پیشتر ملتان میں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی قبر پر پھول چڑھا چکے ہیں (بحوالہ جنگ)، اس حدیث کا بیان ان پر گراں نہ گزرے گا ؟ ــــ پھر کیا یہ بات بھی اس قانون کی زد میں آئے گی ؟

ــــ نہ جانے مسلمان کو ہو کیا گیا ہے ؟ ــــ وہ تو دوسروں کو توحید کا درس دینے نکلا تھا، اب خود اس دلدل میں پھنس گیا ہے ــــ ایک طرف نفاذِ اسلام کے بلند بانگ دعوے ہیں، اور دوسری طرف شرکیہ کاروبار بھی علی الاعلان جاری ہیں ــــ یہ بات کیا سوچنے کی نہیں کہ جہاں بے محابا قبریں پجتی ہوں وہاں اسلام کا کیا کام ؟ ــــ عشر و زکوٰۃ کی وصولی، شرابیوں کو کوڑے لگانا، زانیوں کو سنگسار کرنا یا درّے مارنا بلاشبہ اسلامی ہیں، لیکن اللہ رب العزت کو اس بات سے کیا دلچسپی ہے کہ کوئی حکومت ٹیکس وصول کر رہی ہے یا نصاب زکوٰۃ و عشر کے مطابق زکوٰۃ اور عشر وصول کر رہی ہے ؟ زانی کو سنگسار کیا جا رہا ہے یا اس کی سزا کے لیے موت کی کرسی تجویز کی گئی ہے ؟ ــــ قاتل کی گردن اڑائی جا رہی ہے یا اس کو تا حیات پسِ دیوارِ زنداں دھکیل دیا گیا ہے ؟ ــــ ہاں اللہ رب العزت کو اس بات سے ضرور دلچسپی ہے کہ اس کے بندے صرف اس کی بارگاہ میں جھک رہے ہیں جس نے انہیں پیدا کیا ہے یا وہ اپنی جبینِ نیاز کے لیے کسی ایسی چوکھٹ کا انتخاب کر چکے ہیں، جس کے اندر رہنے والا "ما یملکون من قطمیر" کے مصداق کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی مالک نہیں ؟ ــــ اگر کوئی غیر مسلم حکومت اسلامی سزاؤں کا نفاذ کر دے یا اپنی معیشت کو اسلامی معیشت کی بنیادوں پر استوار کرے، تو کیا وہ اسلامی حکومت بن جائے گی ؟ ــــ نہیں ہرگز نہیں ! ــــ نفاذِ اسلام کے لیے توحید شرطِ اوّل ہے ــــ از آدم تا آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی

تعلیمات ہمیں یہی بتاتی ہیں ــــ جب کہ آج نفاذِ اسلام کے ساتھ ساتھ، گویا حکومت نے صرف شرک و بدعت ہی نہیں بلکہ ہر بُرائی کو نظرانداز کرنے ہی میں طوالتِ اقتدار کا راز مضمر جان لیا ہے، تاکہ جو شخص جہاں ہے وہیں رہے، جس کام میں مصروف ہے اسی میں لگا رہے، ہر چہار سُو سے "سب خیر" کا نعرہ لگتا رہے اور مُبادا کھُل کھیلنے میں کوئی رکاوٹ عوام کی نگاہوں کو ایوان ہائے حکومت کی طرف اٹھنے پر مجبور کر دے ــــ ہماری نظر میں یہ پالیسی کوئی کامیاب پالیسی نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ رب العزت کے غضب کا باعث ہے۔ وہی اللہ، مالک الملک جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے، وہ جسے چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے :

قل اللّٰھم مالك الملك تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممّن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علی کل شیئ قدیر!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

(اکرام اللہ ساجد)